



OPEN ACCESS

Al-Azva الاضواء

ISSN 2415-0444 ; E 1995-7904

Volume 37, Issue, 58, 2022

[www.aladwajournal.com](http://www.aladwajournal.com)

# عصر حاضر کے مسائل کے بارے میں فتاویٰ میں احتیاط کا منہج۔ اسباب، شرعی حیثیت اور اصول و ضوابط

## Precautionary Methodology in Fatāwa: Shariah Ruling, Reasons, Principles

**Abdul Hameed** (corresponding author)

Lecturer, Department of Fatwa Studies, Sharia Academy  
International Islamic University, Islamabad

**Hafiz Abdul Hannan Hamid**, Assistant Professor

Dawah Academy, International Islamic University, Islamabad

### Abstract

#### KEYWORDS

Fatwa; non-binding theory; methodology of fatwa; Islamic Law



Date of Publication:  
30-12-2022



Fatwa is the easiest tool to explore the religious status of any newer problem faced by the public, though it is a non-binding theory by its nature still people rely on that and get it from any renowned scholar for the sake of awareness and to support their religious background. The ultimate result of a fatwa depends on the methodology adopted in it. The methodologies of Tashdīd and Tas-hul the precautionary methodology have also been practised in the earlier stages of Islam when the issues were not too complicated. But in the era, we live in, the issues are much more complicated. So, there is a dire need to adopt this methodology carefully. This study throws light on the concept of such methodology, on its reasons and principles. It concludes that the precautionary methodology of fatwa is based on shariah rules and is admissible by its nature. However, it may only be adopted when a jurist can not reach an undoubted ruling or the practical shape of the issue seems unclear or the consequences of the ruling of permission will lead to any harm. Otherwise, this methodology will not be applied.

فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف کی ہے اور نبی کریم ﷺ نے عملی طور پر فتاویٰ صادر فرمائے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جب کوئی بھی مسئلہ پیش آتا تو وہ حضور اکرم ﷺ کے طرف رجوع کرتے اور آپ ﷺ ان کی علمی پیاس بجھاتے۔ فتویٰ میں احتیاط کو آپ کے زمانہ سے رائج ہے۔ آپ ﷺ ان مسائل میں خاموشی اختیار فرماتے جن میں کوئی شرعی رہنمائی موصول نہ ہوتی۔ آپ ﷺ کے بعد صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ عظام نے بھی اسی مسلک و منہج کو اختیار کیا تاکہ ان سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جائے جو شریعت کے خلاف ہو۔ جب دنیاوی مسائل ایک ہی خطے تک محدود تھے، دنیا بھی تک گلوبلائزیشن سے ناواقف تھی تو مسائل کی نوعیت بہت سادہ تھی، البتہ جیسے جیسے مختلف تہذیبیں آپس میں ملتی گئیں، مختلف اقوام کے رسوم و رواج ملتے گئے تو مسائل کی نوعیت گھمبیر ہوتی گئی، اب مسائل وہ نہیں رہے جو کل تک تھے، کل تک کے مسائل میں صرف ایک پہلو پر غور کرنے سے مسائل حل ہو جاتے تھے لیکن اب وہی مسائل اتنے پیچیدہ ہو گئے ہیں کہ مختلف پہلوؤں سے اگر جائزہ نہ لیا جائے تو ان کے بارے شرعی رہنمائی ناقص رہ جاتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علما و فقہانے فتاویٰ صادر کرتے وقت اپنی مسلکی، مذہبی اور علمی نسبت کے مطابق مختلف مناجح کو اپنایا جن میں تساہل، شدت اور تیسیر کے مناجح قابل ذکر ہیں۔ لیکن ان مناجح کے ساتھ ساتھ احتیاط کا منہج ہے جسے نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ عظام نے اختیار۔ یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب مسائل کی نوعیت بہت سادہ تھی اس وقت اس منہج کو اپنایا گیا لیکن عصر حاضر میں مسائل کی نوعیت بہت پیچیدہ ہو گئی ہے، اس وقت اس منہج کو اپنانے کی زیادہ ضرورت ہے کہ کئی مرتبہ کسی مسئلہ کے حکم میں شک و شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور بسا اوقات کسی مسئلہ کی علمی صورت کیا بن سکتی ہے اس میں شک و شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور پیچیدہ مسائل کے شرعی حکم میں یقینی صورت کا پیدا نہ ہونا کوئی حرج کی بات نہیں کیونکہ شرعی حکم نصوص شریعہ سے استدلال، استحضار اور اجتہاد کی قوت میں تمام علما اور فقہا برابر نہیں ہیں، اس لیے ایک ہی مسئلہ کے شرعی حکم میں فرق کا آنا لازمی بات ہے۔ البتہ فتویٰ دیتے وقت احتیاط کا منہج کن اسباب کی بنا پر اختیار کیا جائے گا؟ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور اسکے اصول و ضوابط کیا ہیں؟ اسی طرح برصغیر کے علما نے کس طرح سے اس منہج کو اختیار کیا ہے؟ یہی اس بحث کا موضوع ہیں۔

### بحث کا طریق کار:

اس بحث میں نظری اور تطبیقی منہج اپنایا گیا ہے جس کے ذریعے متقدمین کی آرا اور معاصرین کے فتاویٰ میں عملی صورتوں کو شامل کیا گیا ہے۔

## سابقہ دراسات:

ہمارے علم کے مطابق اس موضوع پر کوئی مستقل بحث یا کتاب اردو میں موجود نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ البتہ عربی میں اس موضوع کے حوالے سے مختلف کام ہوئے ہیں جو کہ عرب ممالک کے مسائل کے تناظر میں کیا گیا ہے، لیکن اس بحث میں فتاویٰ میں منہج احتیاط کی عملی صورتیں برصغیر کے مسائل کے تناظر میں بیان کی گئی ہیں، جس سے برصغیر کے علما کی فقہی خدمات اور جہود کو اجاگر کرنا مقصود ہے۔ عرب میں ہونے والے مختلف کام مندرجہ ذیل ہیں:

1- نظریۃ الاحتیاط الفقہی دراستہ تاصیلیۃ تطبیقیۃ، محمد عمر سماعی

2- الاحتیاط حقیقتہ و حجتہ و احکامہ و ضوابطہ، ڈاکٹر الیاس بلکا

3- الفتویٰ بالاحتیاط: معناها و اسبابها و ضوابطها

4- العمل بالاحتیاط فی الفقہ الاسلامی، منیب شاکر

ان بحثوں میں احتیاط کی حجت، شرائط اور عموماً اس کے اثرات پر بات کی گئی ہے، البتہ الفتویٰ بالاحتیاط میں احتیاط کو موضوع بحث بنایا گیا ہے لیکن اس میں برصغیر کے علما، ان کے مسائل، ان کے مناجح اور خصوصاً منہج احتیاط اور اس کی عملی صورتوں کو بالکل ذکر نہیں کیا گیا۔ اس بحث کے ذریعے برصغیر کے علما کے منہج احتیاط، اس کی عملی صورتوں اور ان کی فقہی جہود کو اجاگر کرنا مقصود ہے۔ تاکہ یہ بحث اس موضوع کے بارے میں اضافے کا سبب بن سکے۔ اور یہی اس بحث کی خصوصیت ہے۔

پہلی بحث: فتویٰ اور احتیاط کا معنی و مفہوم:

فتویٰ کا مفہوم:

فتویٰ عربی زبان کا لفظ ہے جو عموماً دو معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے؛ بسا اوقات فتویٰ کا لفظ بالکل نئی چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ بلوغت کی عمر کو پہنچنے والے آدمی کو عربی میں فتی کہا جاتا ہے<sup>1</sup>۔ اور دوسرا اس کا معنی کسی چیز کی وضاحت کرنا ہوتا ہے جیسا کہ کسی سے سوال کیا جائے تو مسؤل اس سوال کی وضاحت کرے، اسی طرح فقیہ جب کسی مسئلہ کی وضاحت کر کے اس کا حکم بیان کرتا ہے تو عربی زبان میں اس کی تعبیر بھی لفظ فتویٰ / افتاء سے کی جاتی ہے<sup>2</sup>۔

البتہ اصطلاحی مفہوم کے اعتبار سے ہر نئی چیز اور ہر جواب یا تفسیر کی تعبیر فتویٰ کے لفظ سے نہیں کی جاتی بلکہ فتویٰ کا لفظ ایک خاص تعبیر کے لیے استعمال ہوتا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے: "کسی مسئلے کا شرعی حکم مسائل کے لیے

شرعی دلیل کی بنیاد پر بیان کرنا "فتویٰ کہلاتا ہے"۔<sup>3</sup> اب جہاں بھی لفظ فتویٰ یا افتاء استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد شرعی مسائل کا دلیل کی بنیاد پر شرعی حکم بیان کرنا ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ جس مسئلے میں صرف جواب ہو مسائل پر اس کا الزام نہ ہو، مسئلہ بھی شرعی ہو غیر شرعی مسئلہ نہ ہو، دلیل بھی ساتھ موجود ہو بغیر دلیل کے نہ ہو اور کسی مسائل کے سوال کرنے پر ایسا جواب دیا جائے تو وہ فتویٰ کہلائے گا ورنہ اسے فتویٰ نہیں کہا جائے گا۔

### احتیاط کا مفہوم:

احتیاط عربی زبان کا لفظ ہے اور باب افتعال کا مصدر ہے، اس کا مادہ (Root word) ح، و، ط ہے۔<sup>4</sup> اور لفظ حوط کسی چیز کی حفاظت کرنے، اسے صحیح سلامت رکھنے اور ہلاک ہونے سے بچانے کے لیے، کسی چیز کا علمی احاطہ کرنے اور کسی کا گھیراؤ کرنے کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔<sup>5</sup>

البتہ اصطلاحی لحاظ سے احتیاط کے کئی معانی بیان کیے گئے ہیں، چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

- 1- نفس کو گناہوں میں واقع ہونے سے بچانا۔<sup>6</sup>
- 2- ایسا کام کرنا جس سے شک کا ازالہ ہو جائے احتیاط کہلاتا ہے۔
- 3- مکلف کا کسی ایسے کام سے اجتناب کرنا جس کے حرام یا مکروہ ہونے کا اندیشہ ہو،<sup>8</sup> احتیاط کہلاتا ہے۔
- 4- کسی کام کو اس لیے کرنا کہ اس کے واجب ہونے کا احتمال ہے یا اس لیے کسی کام کو ترک کر دینا کہ اس کے حرام ہونے کا اندیشہ ہے۔<sup>9</sup>
- 5- ممنوع کام میں واقع ہونے سے بچنا یا کسی مامور بہ کام کو شک و شبہ کی بنیاد پر ترک کر دینا۔<sup>10</sup>

### فتویٰ میں احتیاطی منہج کا مفہوم:

فتویٰ اور احتیاط کی مذکورہ تعریفات پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی شرعی مسئلہ کے بارے میں مفتی مسائل کو جواب دیتے وقت دلیل کی بنیاد پر محتاط انداز میں ایسا جواب دے کہ جس سے اس شرعی مسئلہ کے بارے میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جائے اور کسی ممنوع کام میں واقع ہونے سے رک جائے۔ فتویٰ کے دوسرے مناج مثلاً فتویٰ میں تساہل کا منہج، تشدد کا منہج اور فتویٰ میں آسانی پیدا کرنے کا منہج کی طرح فتویٰ میں احتیاطی پہلو اپنانا بھی باقاعدہ ایک منہج ہے جسے کئی علمائے کرام اور مفتیان عظام فتویٰ صادر کرتے وقت اختیار کرتے ہیں۔ فتویٰ اور احتیاط کے الگ الگ مفہوم و معانی تو مل جاتے ہیں البتہ بطور مرکب اور بطور اصطلاح اس کی تعریف معدوم ہے۔ عموماً اس منہج میں فتویٰ صادر کرتے وقت احتیاطی تدابیر، ورع و تقویٰ، نتائج کی درستگی، مال

کا اعتبار اور ذمہ داری سے براءت کی بنیاد پر احتیاطی رویہ اپنایا جاتا ہے اسی لیے فتویٰ میں احتیاطی منہج کے تصور کو بہت دقیق انداز میں اس کے مالہ و ماعلیہ کو بیان کرنا کافی مشکل ہے، البتہ فتویٰ میں احتیاطی منہج کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

"فتویٰ صادر کرتے وقت مفتی کا اشتباہ کی صورت میں اپنے فتویٰ کی بنیاد مامور بہ کام کو احتیاطاً ترک کرنے، ممنوع کام میں واقع ہونے سے بچنے، شبہات سے بچنے اور ایسے مفسدہ کو دور کرنے پر رکھے جس کا واقع ہونا متوقع ہے۔"

### دوسری بحث: منہج احتیاط کے اعتبار سے فتویٰ کی اقسام:

فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرتے ہوئے مفتی جب فتویٰ صادر کرتا ہے تو اس فتویٰ کی مختلف اعتبارات سے کئی اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

پہلی قسم: متعلق (کام کرنے یا نہ کرنے) کے اعتبار سے احتیاطی فتویٰ کی اقسام:

#### احتیاطاً کام کرنے کا فتویٰ دینا:

جب کسی کام کے کرنے کا احتمال ہو اور اس کا وجوب بھی ممکن ہو تو مفتی مصلحت کی بنا پر اس کام کو احتیاطی طور پر کرنے کا فتویٰ دے۔ جیسا کہ وہ آدمی جس نے تیمم کر کے نماز ادا کر لی ہو پھر اسے معلوم ہو کہ اس کے پاس پانی موجود تھا یا اس کے قریب ہی پانی کا کنواں موجود تھا جہاں سے وہ پانی حاصل کر کے وضو کر سکتا تھا اگر اسے اس کنوے کے وجود کا علم ہوتا، تو ایسے آدمی کے لیے شافعیہ کے ہاں احتیاطاً نماز کا اعادہ کرنے کا حکم ہے<sup>11</sup>۔

#### احتیاطاً کام نہ کرنے کا فتویٰ دینا:

جب کسی کام کے ممنوع کا احتمال ہو اور اس کی حرمت میں اختلاف ہو تو احتیاطی طور پر ایسے کام کو ترک کرنے کا فتویٰ دینا تاکہ اس کے مفسدہ سے بچا جاسکے<sup>12</sup>۔ مثلاً کسی آدمی نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں نے اسے چھوڑا، تو چونکہ یہ لفظ کنائی ہے تو کنائی لفظ سے اگر خاوند طلاق کی نیت کرے تو اس سے مراد طلاق بائن ہی ہوتی ہے لیکن بعض کنائی الفاظ بھی طلاق کے لیے خاص ہو چکے ہیں ان میں خاوند کی نیت معتبر نہیں ہوگی۔ اس لفظ میں چونکہ اختلاف ہے لیکن مفتی محمود نے اس کنائی لفظ کو طلاق کے لیے مخصوص مان کر یہی فتویٰ دیا ہے کہ احتیاطاً اسی میں ہے کہ ایسی صورت میں بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہ کیا جائے<sup>13</sup>۔ اسی طرح کفایت المفتی کے مصنف سے جب پوچھا گیا کہ جھینگا

حلال ہے یا حرام؟ تو انہوں نے کہا کہ اس کو بعض نے مچھلی میں شمار کیا ہے یعنی حلال ہے اور بعض اسے کیڑے کی ایک قسم قرار دے کر حرام کہتے ہیں، تو احتیاط اسی میں ہے کہ اس کو نہ کھایا جائے<sup>14</sup>۔

اور متقدمین میں سے فتویٰ کی یہ احتیاطی تقسیم ابن السبکی<sup>15</sup> کے ہاں پائی جاتی ہے وہ احتیاط کے بارے میں بات چیت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "جو مسائل احتیاط کا تقاضا کرتے ہیں وہ غیر محصور ہیں جن کا لب لباب یہ ہے کہ جن مسائل میں منفعت کا حصول غالب ہو وہاں ایسے کاموں کے کرنے میں احتیاط ہوتی ہے اور جہاں کسی مفسدہ سے بچنا مقصود ہو وہاں کام نہ کرنے میں احتیاط ہوتی ہے جیسا کہ متخیرہ اور حائضہ عورت سے احتیاطاً مجامعت کرنا حرام ہے تاکہ مفسدہ سے بچا جاسکے"<sup>16</sup>۔

**دوسری قسم: مصدر کے اعتبار سے احتیاطی منہج کے فتاویٰ کی اقسام:**

مصدر کے اعتبار سے احتیاطی فتویٰ کی دو اقسام ہیں:

**جس کا مصدر شرعی نص ہو:**

اس کی صورت یہ ہے کہ شرعی نص کا یہ تقاضا ہو کہ فتویٰ میں احتیاط کو اپنایا جائے۔ جیسا کہ عدی بن حاتم نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنا سدھایا ہوا شکاری کتا شکار پر چھوڑتا ہوں تو اس کے ساتھ کوئی اور کتا بھی شکار میں مل جاتا ہے تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ایسی صورت میں وہ شکار نہ کھاؤ کیونکہ ممکن ہے کہ ساتھ شامل ہونے والے کتے نے اس کو شکار کیا ہو جبکہ تم نے تو اپنے کتے کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا تھا کسی اور کتے پر نہیں"<sup>17</sup>۔ اب یہاں عین ممکن ہے کہ جس کتے کو چھوڑتے وقت اس آدمی نے اللہ کا نام لیا ہو اسی نے ہی شکار کیا ہو لیکن چونکہ شکار میں ساتھ شامل ہونے والے کتے کے بارے میں شبہ ہے کہ شاید اس نے وہ شکار کیا ہو تو ایسے شکار کا گوشت کھانے سے نص میں منع کر دیا گیا ہے اور اسی نص کی وجہ سے یہاں فتویٰ میں احتیاطی منہج اپنا کر حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔

**جس کا مصدر اجتہاد ہو:**

اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مجتہد اپنے اجتہاد اور شرعی نصوص سے استنباط کی وجہ سے فتویٰ دیتے وقت احتیاط کا پہلو اختیار کرے۔ جیسا کہ شافعیہ کا پہلے فتویٰ گزر چکا ہے کہ جس آدمی نے پانی کے بارے میں لاعلمی کی وجہ سے تیمم کر کے نماز ادا کر لی اور بعد میں پانی کی موجودگی کا علم ہو گیا یا پتہ چلے کہ قریب ہی پانی کا کنواں موجود ہے

جہاں سے پانی حاصل کر کے وضو کر کے نماز ادا کی جاسکتی تھی تو ایسے آدمی کو شافعیہ کے موقف کے مطابق نماز کا اعادہ کرنا چاہیے۔ تو یہاں اجتہاد اور استنباط اس احتیاطی منہج کا مصدر ہے<sup>18</sup>۔

**تیسری قسم: محتاط لہ کے اعتبار سے فتویٰ کی اقسام:**

جس کے لیے احتیاط کی جاتی ہے اس کے اعتبار سے فتویٰ کی دو اقسام ہیں:

**دین کو مفاسد اور نقصان سے بچانے کے لیے احتیاط اپنانا:**

اس کی صورت یہ ہے کہ احتیاط کی بنا پر اس لیے فتویٰ دینا کہ عدم احتیاط کی وجہ سے دین پر جو قدغن، اعتراض یا تنقید کا اندیشہ ہوتا ہے وہ اندیشہ اور خطرہ ٹل جائے۔ جیسا کہ جمعہ کے دن نماز فجر میں سورہ سجدہ اور سورہ دہر کی قراءت مسنون ہے، اگر ان سورتوں کی قراءت پر مداومت کی وجہ سے لوگ یہ عقیدہ اپنالیں کہ جمعہ کے روز نماز فجر میں انہی دو سورتوں کی قراءت واجب ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی تو چونکہ یہ عقیدہ رکھنا درست نہیں بلکہ دین میں فساد اور تشدد و غلو کی علامت ہے اس لیے احتیاط ان دونوں سورتوں کی قراءت پر عدم مداومت کا فتویٰ دینا درست ہے<sup>19</sup>

**مکلف کے لیے احتیاط اختیار کرنا:**

اس کی صورت یہ ہے کہ مکلف / مسائل کو فتویٰ دیتے وقت اس لیے احتیاط اختیار کرنا تاکہ وہ کسی واجب کو ترک نہ کرے یا حرام کار تکاب نہ کر بیٹھے اور اپنی ذمہ داری سے یقین کے ساتھ بری الذمہ ہو۔ مثلاً کوئی آدمی کسی شہر کی طرف سفر کر رہا ہے تو اگر اس کا ارادہ وہاں چار دنوں سے زیادہ ٹھہرنے کا ہے اور اس کو احتیاطاً یہ فتویٰ دینا کہ چار دن سے زیادہ کے قیام پر نماز قصر ادا نہ کرے، درست ہے<sup>20</sup>۔

**چوتھی قسم: حکم کے اعتبار سے فتویٰ میں احتیاط کرنا:**

مفتی کے حق میں حکم کے اعتبار سے احتیاط فتویٰ دینے کی چار اقسام ہیں:

**احتیاط فتویٰ دینا واجب ہو:**

پہلی صورت یہ ہے کہ مفتی پر احتیاط کے ساتھ فتویٰ دینا واجب ہو، اس کی صورت یہ ہے کہ مفتی اگر احتیاط کے ساتھ فتویٰ دے گا تو وہ فتویٰ کسی واجب کام کے کرنے یا حرام کام کے ترک کا سبب بنے گا ورنہ نہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی حلال جانور ذبح کر دیا گیا ہو اور پھر اسے حرام جانوروں میں خلط ملط کر دیا گیا ہو تو ایسی صورت میں حرام کو ترک کرنا اور اس سے اجتناب کرنا صرف اسی صورت میں ہی ہو سکتا ہے کہ ایسے حلال جانور کو بھی احتیاطاً حرام قرار دیا جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ اگر اسے حرام نہ قرار دیا جائے تو حرام جانور بھی کھایا جاسکتا ہے<sup>21</sup>۔

## احتیاط فتویٰ دینا مستحب ہو:

ایسی صورت جس میں مفتی پر احتیاط کے ساتھ فتویٰ دینا مستحب ہو، جس کی صورت یہ ہے کہ احتیاط فتویٰ دینے سے ورع تقویٰ کا حصول ہو، شبہات سے اجتناب ہو اور ذمہ داری سے مکلف عہدہ برآ ہو سکے۔ عموماً جب مفتی کسی سائل کو احتیاط اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے تو وہ فتویٰ اسی نوعیت کا ہی ہوتا ہے جس سے سائل گناہ اور شبہات میں واقع ہونے سے بچ جاتا ہے اور ذمہ داری بھی صحیح ادا کر لیتا ہے۔ جیسا کہ حنفیہ کے ہاں جب کوئی آدمی کسی ایسی جگہ ہو جہاں فجر صادق کو معلوم کرنا مشکل ہو تو اسے احتیاطاً سحری کے کھانے سے رک جانا چاہیے، ہاں اگر کھاپنی بھی لے تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں آئے گی<sup>22</sup>۔ صاحب فتاویٰ رحیمیہ سے پوچھا گیا کہ رمضان میں مؤذن اعلان کر کے بتاتا ہے کہ سحری کا وقت ختم ہو گیا ہے تو وہ ایک ٹائم ٹیبل کے مطابق اعلان کرتا ہے، کیا اس پر اعتبار کیا جائے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ یہ ایک تخمینہ ہے اس لیے جس ٹائم ٹیبل میں احتیاطی پہلو کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے اس کے مطابق عمل کیا جائے اور وہ یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل سحری سے فارغ ہو جانا چاہیے<sup>23</sup>۔

عز ابن عبد السلام<sup>24</sup> احتیاط کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ احتیاط کی دو اقسام ہیں:

ایک وہ احتیاط جو مندوب ہو اور عموماً ورع تقویٰ کے حصول کے لیے یہ احتیاط اپنائی جاتی ہے، جیسا کہ کوئی آدمی سویا ہوا تھا تو بیدار ہو کر برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے پہلے اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے، یہ ورع تقویٰ کا تقاضا ہے اور احتیاط بھی اسی میں ہے، اسی طرح علما کے اختلاف سے نکلنے کے لیے بھی جو فتویٰ دیا جاتا ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے، اسی طرح موہوم مفسدہ سے اجتناب اور موہوم مصلحہ کا ارتکاب بھی اسی قبیل سے ہے۔

بسا اوقات یہ احتیاط کرنا واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ ایسے کام کو احتیاطاً چھوڑ دینا جو کسی حرام کام کے حصول کا

سبب بنتا ہو<sup>25</sup>۔

## مفتی پر احتیاط فتویٰ دینا حرام ہو:

جب فتویٰ کسی شرعی نص صحیح کے مخالف ہو تو مفتی پر احتیاطاً فتویٰ دینا حرام ہو جاتا ہے جیسا کہ شک کے دن کا احتیاطاً روزہ رکھنے کا فتویٰ دینا حرام ہے۔

## مفتی پر احتیاطاً فتویٰ دینا مکروہ ہو:

جو فتویٰ کسی مکروہ کام کے ارتکاب کا سبب بنے تو مفتی پر ایسا فتویٰ دینا مکروہ ہو جاتا ہے جیسا کہ رمضان میں فجر صادق کے داخل ہونے سے پہلے احتیاطاً سحری کے کھانے سے رک جانے کا فتویٰ دینا مکروہ ہے۔

پانچویں قسم: لفظ کے اعتبار سے احتیاط فتویٰ دینے کی اقسام:

**فتویٰ میں لفظ احتیاط کی صراحت کرنا:**

اس کی صورت یہ ہے کہ مفتی فتویٰ دیتے وقت فتویٰ میں احتیاط کے الفاظ صراحت سے استعمال کرے۔ مثلاً یوں کہے کہ احوط یہ ہے، یا احتیاط اس میں ہے وغیرہ۔ جیسا کہ نظام الفتاویٰ میں ہے کہ آسٹریلیا وغیرہ سے جو گوشت آتا ہے اگر یقین ہو جائے کہ کسی مسلمان نے ذبح کیا ہے یا کسی کتابی نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا ہے تو کھایا جاسکتا ہے ورنہ ورع تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اسے نہ کھایا جائے<sup>26</sup>۔

**فتویٰ میں لفظ احتیاط کی صراحت نہ کرنا:**

مفتی محتاط فتویٰ دینے کے باوجود اپنے فتویٰ میں لفظ احتیاط کی صراحت نہ کرے، جیسے کوئی مفتی محتاط پہلو کو فتویٰ میں راجح قرار دے یا کسی کام سے اس لیے منع کرے کہ وہ کام کسی مفسدہ کے ارتکاب کا سبب ہے لیکن فتویٰ میں لفظ احتیاط استعمال نہ کرے۔ مثلاً حجر کی حرمت کا فتویٰ دینا وغیرہ<sup>27</sup>۔

**فتویٰ میں منہج احتیاط اپنانے کے اسباب:**

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ احتیاط کی بنیاد اشتباہ پر ہے، جب تک اشتباہ نہ ہو بلکہ مفتی کو کسی مسئلہ کے حکم کے بارے میں یقین ہو تو وہ احتیاطی منہج سے فتویٰ نہیں دے گا بلکہ مسائل کو ایک یقینی حکم بتائے گا، البتہ جب اشتباہ پیدا ہو جائے تو پھر مفتی کے لیے فتویٰ میں منہج احتیاط کو اپنانا درست ہے، چونکہ احتیاط کی بنیاد اشتباہ ہے تو یہ اشتباہ یا تو کسی مسئلہ کے حکم میں ہوتا ہے یا کسی مسئلہ کے حکم کی علت / مناط میں ہوتا ہے یا کسی حکم کے مآلات میں یہ اشتباہ پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے فتویٰ میں احتیاط کا منہج اپنایا جاتا ہے؛ چنانچہ فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنے کے تین اسباب ہیں:

- کسی مسئلہ کے حکم کی وجہ سے فتویٰ میں منہج احتیاط اختیار کرنا

- کسی مسئلہ کے حکم کی علت / مناط کی وجہ سے فتویٰ میں منہج احتیاط اختیار کرنا

- حکم کے مآلات کی وجہ سے فتویٰ میں منہج احتیاط اختیار کرنا

پہلا سبب: کسی مسئلہ کے حکم کی وجہ سے فتویٰ میں منہج احتیاط اختیار کرنا:

فتویٰ میں احتیاط کا منہج اپنانے کی عمومی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مفتی کو کسی مسئلہ میں ادلہ کے تعارض یا اس مسئلہ کے بارے میں علما کے اختلاف کے پائے جانے یا جن اصولوں کی طرف اس مسئلہ کے حکم کو منسوب کیا جاسکتا ہے ان

اصولوں میں تعارض کی وجہ سے کسی مسئلہ کے حکم میں شک و شبہ پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ منہج احتیاط اپنانے کو ترجیح دیتا ہے۔ امام مناوی<sup>28</sup> نے بھی اسی بات کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ شرعی احکام کی جزئیات میں دقت ہونے اور ایک ایک جزئی کے ساتھ ایک سے زیادہ کلیات کے تعلق کی وجہ سے شرعی احکام واضح ہونے کے باوجود بسا اوقات مفتی پر مخفی ہو جاتے ہیں<sup>29</sup> جس کی وجہ سے مفتی لامحالہ منہج احتیاط کو اپناتا ہے۔

کسی مسئلہ کے حکم میں شک و شبہ پیدا ہونے کی وجہ سے منہج احتیاط مندرجہ ذیل تین وجوہات کی وجہ سے اپنایا جاتا ہے:

### پہلی وجہ: الخرج من الخلاف:

بسا اوقات کسی مسئلہ کے حکم میں علما کا اختلاف ہوتا ہے تو اس محل نزاع اور محل اختلاف سے بچنے کے لیے فتویٰ میں منہج احتیاط کو اپنایا جاتا ہے؛ اس کی صورت یہ ہے کہ کسی مسئلہ کے وجوب اور عدم وجوب میں اختلاف ہوتا ہے تو ایسے کام کو کرنے کا احتیاط حکم دیا جاتا ہے تاکہ کسی واجب کام کا ترک لازم نہ آئے، اسی طرح اگر کسی مسئلہ کی حرمت میں اختلاف پایا جائے تو اسے نہ کرنے کا فتویٰ احتیاط دیا جاتا ہے تاکہ اس کے کرنے سے ممنوع کام کا ارتکاب نہ ہو جائے۔ اور جب کسی مسئلہ کے مباح اور حرام ہونے میں اختلاف ہو جائے تو اسے احتیاطاً نہ کرنے کا فتویٰ دیا جاتا ہے<sup>30</sup> اور جب کسی مسئلہ کی مصلحت وجوب یا ندب کا تقاضا کرے تو ایسی صورت میں وجوب کا فتویٰ دیا جاتا ہے تاکہ ذمہ داری سے براءت کا حصول ہو سکے<sup>31</sup>۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ الخرج من الخلاف کی وجہ سے فتویٰ میں احتیاط کا منہج اپنانے سے ورع تقویٰ کا حصول ہوتا ہے اور ذمہ داری کی ادائیگی بھی ہو جاتی ہے، اور شرعی احکام میں احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مواضع اختلاف میں مصلحت والے کام کو کیا جائے اور مفاسد والے کام کو ترک کیا جائے<sup>32</sup>۔

احتیاط کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ<sup>33</sup> رقم طراز ہیں کہ ورع تقویٰ کا یہی تقاضا ہے کہ جس کام کے واجب ہونے میں شک پیدا ہو جائے اس کو کیا جائے<sup>34</sup>، اسی طرح ان کا کہنا ہے کہ شریعت میں جس کام میں وجوب ممکن ہو تو شرعی طور پر اس کی ادائیگی میں احتیاط ہے<sup>35</sup>۔

تاہم یہ یاد رہے کہ الخرج من الخلاف کے لیے احتیاط کا منہج اس وقت اپنایا جائے گا جب مفتی کے ہاں اختلاف کی وجہ قوی ہو اور مخالف کا قول بھی قابل اعتماد قوی دلیل پر مبنی ہو<sup>36</sup> اور نہ ہی تمام مسائل اختلاف میں احتیاط کا فتویٰ دینا مناسب ہے اور یہ بات بھی ضروری ہے کہ اختلاف سے نکلنے سے سنت کی مخالفت لازم آئے نہ کسی اور اختلاف میں واقع ہونا لازم آئے اور نہ اجماع کی مخالفت لازم آئے<sup>37</sup>۔

الخروج من الخلاف میں فتویٰ دیتے وقت احتیاط کا منہج اپنانے کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر مخالف کے قول کی دلیل نہایت ضعیف ہو تو اس کو خاطر میں نہیں لایا جائے گا اور نہ احتیاط کا منہج اپنایا جائے گا بلکہ جہاں مخالف کے قول کی دلیل مفتی کے ہاں قوی ہو اور سند صحیح ہو تو ایسی صورت میں ورع تقویٰ کی بنیاد پر منہج احتیاط کو اپنایا جائے گا<sup>38</sup>۔ مذکورہ بالا اقوال پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ فتویٰ میں احتیاط کا منہج اپنانے کے لیے مفتی کے ہاں معتبر اختلاف کا پایا جانا ضروری ہے اور تمام مفتیان کرام کا علمی اور تحقیقی درجہ چونکہ ایک جیسا نہیں ہوتا لہذا کسی مفتی کے ہاں کسی مسئلہ میں پائے جانے اقوال جس قدر قوی ہوں گے اسی لحاظ سے اس مفتی کے ہاں اس مسئلہ میں منہج احتیاط اختیار کرنا ضروری ہوگا<sup>39</sup>۔

### احتیاط الخروج من الخلاف کی امثلہ یہ ہیں:

اونٹ کا گوشت کھالینے سے فقہ حنفی میں وضو نہیں ٹوٹتا<sup>40</sup> اس کے باوجود صاحب فتاویٰ فریدی نے وضو کرنا مستحب قرار دیا ہے تاکہ جن علما کے ہاں اونٹ کا گوشت کھالینے کے بعد وضو ٹوٹ جاتا ہے اور ان کی دلیل بھی قوی ہے تو کوئی خلاف واقع نہ ہو جائے<sup>41</sup>۔

اسی طرح مجلس تحقیق اسلامی کے زیر اہتمام محدث فتویٰ نے یہ رائے اختیار کی ہے کہ سجدہ تلاوت اگرچہ نماز نہیں اور نہ اس کے لیے طہارت شرط ہے لیکن پھر بھی وضو کی حالت میں سجدہ تلاوت کرنا چاہیے<sup>42</sup>۔

### دوسری وجہ: ترجیح الاشد کا فتویٰ دینا:

بسا اوقات علما کے مختلف اقوال قوت میں برابری یا دلائل کے متعارض ہونے کی وجہ سے مفتی کسی ایک قول کو راجح قرار نہ دے سکے، مثلاً مباح اور حرمت کی دلیل میں تعارض ہو جائے اور مفتی کسی ایک کو راجح قرار نہ دے سکے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ مفتی کو اس مسئلہ کے حکم میں شک پیدا ہو جائے تو ایسی صورت میں مفتی احتیاطاً ترجیح الاشد سے فتویٰ دیتا ہے<sup>43</sup> تاکہ اس کی ذمہ داری ادا ہو جائے اور جمہور اصولیین کا موقف اقوال کے مساوی ہونے کی صورت میں احتیاطاً ترجیح الاشد کا فتویٰ دینا ہے<sup>44</sup>؛ کیونکہ اس میں ذمہ داری کی ادائیگی ہوتی ہے اور فرض کی حفاظت ہوتی ہے<sup>45</sup>۔

امام جوینی<sup>46</sup> اس بارے رقم طراز ہیں کہ "جب دود لیلیں آپس میں متعارض ہوں اور ان میں ایک احتیاط کے زیادہ قریب ہو تو احوط دلیل راجح ہوگی کیونکہ سلامتی اور ورع تقویٰ اسی میں ہی ہے اور ایسی صورت میں احتیاط کرنا ہی شریعت کے تقاضا اور شریعت کے محاسن میں سے ہے"<sup>47</sup>۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ بسا اوقات دلیل کے مخفی ہونے، اس کے بارے میں معرفت یا اس میں اجمال کی وجہ سے مفتی کو کسی مسئلہ کے حکم میں شک و شبہ پیدا ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں اسے چاہیے کہ ترجیح الاشد سے کام لے یعنی جو دلیل اور جو حکم احتیاط کے زیادہ قریب ہے اس کو راجح قرار دے، مثلاً کوئی یہ سوال کرے کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں اور مفتی کو اس میں راجح کا علم نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اسے ناقض وضو قرار دے کیونکہ احتیاط اسی میں ہی ہے۔

### ترجیح الاشد پر فتویٰ دینے کی مثال:

فقہ حنفی میں مطلق تکبیرات کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے؛ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں یوم نحر کی عصر کے بعد تکبیرات کا وقت ختم ہو جاتا ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک آخری ایام تشریق کی نماز عصر کے بعد تکبیرات کا وقت ختم ہو جاتا ہے<sup>48</sup>، لیکن صاحب فتاویٰ حقانیہ نے<sup>49</sup> صاحبین کے قول کو راجح قرار دیا ہے<sup>50</sup>، کیونکہ عبادات میں یہی احوط ہے۔

### تیسری وجہ: ثقیل رائے پر فتویٰ دینا:

جن مسائل میں علمائے کسی چیز کی مقدار کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور ان کے بارے میں مفتی کو شک و شبہ پیدا ہو گیا ہے تو ایسی صورت میں مفتی کو چاہیے کہ وہ ثقیل رائے یعنی زیادہ مقدار والی رائے پر احتیاط فتویٰ دے تاکہ وہ اپنی ذمہ داری سے بری ہو سکے<sup>51</sup>۔ امام رازی<sup>52</sup> نے بھی یہی کہا ہے کہ ایک طریقہ احتیاط یہ بھی ہے کہ اکثر پر عمل کیا جائے یا ثقیل رائے پر عمل کیا جائے<sup>53</sup>۔

### ثقیل یا اکثر توالی رائے پر فتویٰ دینے کی مثال:

صدقہ فطر کی مقدار کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے ہاں تین کلو گرام ادا کیا جائے گا، بعض کے ہاں سوا دو کلو گرام اور بعض کے نزدیک دو کلو اور چالیس گرام ادا کیا جائے گا<sup>54</sup>۔ احتیاط اسی میں ہے کہ زیادہ قیمت والی جنس سے ادا کرے تاکہ اس کی ذمہ داری صحیح طریقے سے ادا ہو سکے، جیسا کہ صاحب فتاویٰ رحیمیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر بیرون ملک کے افراد یہاں فطرانہ ادا کرنا چاہیں اور یہاں کی گہیوں کی قیمت زیادہ ہو تو اسی کے مطابق قیمت ادا کریں<sup>55</sup>۔

### دوسرا سبب: مناظرات کی وجہ سے فتویٰ میں منہج احتیاط اختیار کرنا:

فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنے کا دوسرا سبب کسی مسئلہ کے حکم کی عملی صورت میں التباس و اشکال کا پیدا ہونا ہے، گویا کہ مفتی کو حکم کا علم ہوتا ہے مگر حکم کی وجہ اور اس کی عملی صورت میں اسے شک و شبہ لاحق ہو جاتا ہے

جس کی وجہ سے وہ احتیاط فتویٰ دیتا ہے تاکہ شک و شبہ دور ہو جائے۔

مناط الحکم کی وجہ سے فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنے کی تین وجوہات ہیں؛

### پہلی وجہ: تحریم کے پہلو کو ترجیح دینا:

جب کسی چیز کی حرمت اور اباحت میں اختلاف ہو جائے یا شبہ پیدا ہو جائے یا کسی چیز میں حلال و حرام کا اختلاف ہو جائے اور ان میں تفریق کرنا ناممکن ہو تو ان صورتوں میں فتویٰ احتیاط حرمت کا دیا جائے گا؛ اس لیے کہ حرام سے اسی طرح ہی بچا جاسکتا ہے<sup>56</sup>۔ ایسی صورت میں اس فقہی قاعدے کے مطابق فتویٰ دیا جائے گا: "جب حلال و حرام جمع ہو جائیں تو حرام کے پہلو کو غلبہ حاصل ہوتا ہے"<sup>57</sup>۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "جب حلال و حرام مل جائیں تو دونوں سے اجتناب کیا جائے گا؛ اس لیے کہ جب اس کو استعمال کیا جائے گا تو حرام حصے کا استعمال قطعی طور پر ہو جائے گا اور یہ درست نہیں ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ حلال و حرام ایسی صورت میں خلط ملط ہو گئے ہیں کہ اب دونوں میں فرق کرنا ناممکن ہے جیسا کہ پانی میں نجاست مل گئی ہو اور اسے الگ کرنا ناممکن ہو تو ایسی صورت میں کسی ایک کو بھی استعمال نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ترجیح بلا مرجح ہوگی تو جب وہ حکم میں برابر ہیں تو ان دونوں سے ہی اجتناب کرنا ضروری ہے"<sup>58</sup>۔ مثلاً: اگر کپڑے پر نجاست کی جگہ آدمی پر مخفی ہو جائے اور اس کو پتہ نہ چلے تو ایسی صورت میں احتیاطاً زیادہ کپڑا دھویا جائے گا؛ کیونکہ زیادہ کپڑا دھونے سے ہی وہ نجاست زائل ہوگی<sup>59</sup>۔

### دوسری وجہ: یقینی صورت پر فتویٰ دینا:

مفتی کو جب کسی چیز کے بارے میں شک ہو جائے تو وہ اس کے بارے میں یقینی صورت حال کی بنا پر فتویٰ دے گا یا اس مسئلہ میں اصل کی بنیاد پر فتویٰ دے گا۔ مثلاً: ایک آدمی کسی چیز کے وقوع اور عدم وقوع کے بارے میں شک میں پڑ جائے تو اب اصل کی بنا پر فتویٰ دیا جائے گا اور وہ ہے عدم وقوع؛ کیونکہ اسی صورت میں ہی مفتی اپنی ذمہ داری سے بری ہو سکتا ہے۔

امام سرخسی<sup>60</sup> کہتے ہیں کہ عبادات میں احتیاط سے کام لیا جائے گا اور احتیاط کا طریقہ یہ ہے کہ یقینی صورت پر حکم کی بنیاد رکھی جائے نہ کہ احتمالی صورت پر<sup>61</sup>۔ مثلاً: اگر کسی کو رکعت کی تعداد میں شک ہو گیا ہے اور غالب گمان بھی کسی طرف نہ ہو تو کمی کی جانب اختیار کرے۔ مثلاً کسی کو تین یا چار رکعت میں شک ہو جائے اور یہ شک پہلی مرتبہ نہ ہو اور غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ تین رکعتیں شمار کرے اور ایک رکعت مزید پڑھ کر نماز پوری کرے اور آخر میں سجدہ سہو بھی کرے<sup>62</sup>۔

## تیسری وجہ: کام ترک کرنے کا فتویٰ دینا:

بسا اوقات مفتی کسی چیز کی اباحت اور حرمت کے بارے میں شک میں پڑ جاتا ہے تو ایسی صورت میں احتیاط اختیار کرتے ہوئے کام کے نہ کرنے کا فتویٰ صادر کرے گا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ ورع تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی جس چیز کی حرمت کے بارے میں شک میں پڑ جائے یا اس کے انجام سے خوف زدہ ہو یا اس کی حرمت کو جانتا ہو تو اسے ترک کر دے<sup>63</sup>۔ مثلاً: جیسا کہ نظام الفتاویٰ میں ہے کہ آسٹریلیا وغیرہ سے جو گوشت آتا ہے اگر یقین ہو جائے کہ کسی مسلمان نے ذبح کیا ہے یا کسی کتابی نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا ہے تو کھایا جاسکتا ہے ورنہ ورع تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اسے نہ کھائے<sup>64</sup>۔

## تیسرا سبب: مال الحکم کے اعتبار سے فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنا:

بسا اوقات فتویٰ دیتے وقت مفتی کو اس بات کا شک ہوتا ہے کہ اگر اس مسئلہ میں یہ حکم دے دیا گیا تو یہ حکم کسی حرام کام کے ارتکاب کی طرف لے جائے گا جس کی وجہ سے مفتی اس کام سے احتیاطاً منع کر دیتا ہے؛ کیونکہ جو کام کسی حرام کی طرف لے کر جائے وہ بذات خود حرام ہوتا ہے۔ اور جس قدر متوقع حرام کا خطرہ قوی ہوتا چلا جائے گا اسی قدر احتیاط سے فتویٰ دینا لازمی ہوتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے اور عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اجنبی عورت سے خلوت اور عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا ناکاسب بن سکتا ہے۔

مال الحکم کی وجہ سے فتویٰ میں احتیاط کا منہج دو طرح سے ظاہر ہوتا ہے؛ ایک یہ کہ فتویٰ میں جس مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا ہے اس سے بالکل منع کر دیا اور یہ سد ذریعہ کی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ نوجوان آدمی کو روزے کی حالت میں اپنی بیوی کو بوسہ دینے کی کراہت کا فتویٰ ہے؛ کیونکہ یہ اس کے روزے کے فاسد ہونے کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے<sup>65</sup>۔ اسی طرح ایسی فیکٹری سے انگور کی فروخت کرنے کا معاہدہ کرنا جس نے اس سے شراب بنانی ہو تو یہ جائز نہیں ہے<sup>66</sup>۔

دوسرا یہ کہ مباح کاموں میں عدم وسعت اور عدم تکثیر کا فتویٰ احتیاطاً دینا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے مباح کام بذاتہ تو درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ مباح کام میں سستی، تساہل اور غفلت کی وجہ سے بسا اوقات انسان حرام کار ارتکاب کر بیٹھتا ہے اس لیے ایسے مباح کام کو نہ کرنے کا فتویٰ دیا جائے گا تاکہ وہ کسی اور حرام کام کے ارتکاب کا سبب نہ بنے<sup>67</sup>۔

اس کی مثال یہ ہے کہ کتابی عورت سے نکاح کرنا مباح ہے، جائز ہے لیکن چونکہ یہ نکاح آدمی کے دین میں فساد کا سبب بن سکتا ہے اس لیے یہ مباح کام کرنے سے منع کر دیا جائے گا<sup>68</sup>۔

### فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کا حکم:

احتیاط کا منہج اختیار کرنا شریعت کے اصولوں میں شمار ہوتا ہے<sup>69</sup> اور یہ ایک شرعی مقصد بھی ہے۔ چنانچہ شریعت ایسے کاموں سے اجتناب کرنے کا حکم دیتی ہے جو کسی نہ کسی فساد کا سبب بن سکتے ہیں<sup>70</sup>۔ شریعت جس طرح کسی حرمت اور کراہت والے کام کے مفاسد کو ختم کرنے کے بارے میں محتاط ہے اسی طرح مندوب اور واجب کاموں کی مصلحت کے بارے میں بھی محتاط ہے۔ امام جصاص<sup>71</sup> کا کہنا ہے کہ احتیاط کا اعتبار کرنا اور اس کو دلیل بنانا اصول الفقہ میں ایک بہت بڑا اصول ہے جسے تمام فقہانے استعمال کیا ہے<sup>72</sup>۔

احتیاط کی مشروعیت کے بارے شریعت میں کثیر تعداد میں ادلہ ہیں جن میں بعض مندرجہ ذیل ہیں؛

### پہلی دلیل:

اللہ تعالیٰ نے وہم و گمان سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے حالانکہ جو گمان گناہ کا سبب بن سکتا ہے وہ بہت قلیل ہے، تو احتیاط ہر قسم کے گمان سے بچنے کا حکم دے دیا ہے۔ ابن السبکی فرماتے ہیں: اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے بعض ایسے گمانوں سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے جو گناہ نہیں ہیں لیکن چونکہ وہ گناہ بن سکتے ہیں تو منع فرمادیا، اور یہی احتیاط ہے<sup>73</sup>۔

### دوسری دلیل:

نبی کریم ﷺ نے مشابہات سے بچنے کا حکم دیا ہے تاکہ ان کا استعمال محرمات میں واقع ہونے کا سبب نہ بن جائے۔ امام بغوی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ورع تقویٰ اور احتیاط کے بارے اصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ کہ کسی چیز کی حلت و حرمت اگر کسی آدمی پر مخفی ہو جائے تو ورع تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے تاکہ کہیں حرام میں واقع ہونے کا ارتکاب نہ ہو جائے<sup>74</sup>۔

### تیسری دلیل:

آپ ﷺ نے کھجور کا ایک ٹکڑے کو کھانے سے انکار کر دیا صرف اس ڈر سے کہ کہیں یہ صدقے کے مال سے نہ ہو<sup>75</sup>۔ ان ادلہ سے معلوم ہوا کہ احتیاط شریعت کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے اور یہ شریعت کا ایک مقصد بھی ہے؛ کیونکہ اس کے اختیار کرنے سے حرام کاموں میں واقع ہونے سے انسان بچ جاتا ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنا اسباب کے پائے جانے کے وقت واجب اور لازم نہیں ہے بلکہ

مستحب اور مندوب ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ کسی چیز کے حکم میں شبہ جس قدر قوی ہو گا اسی قدر اس منہج کو اختیار کرنا ضروری ہو جاتا ہے، چنانچہ مفتی کو احتیاط کے ساتھ فتویٰ دیتے وقت جن امور کا خیال رکھنا لازم ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- جب احتیاط کے ساتھ فتویٰ دینا کسی حرام کی طرف نہ لے جائے تو ایسی صورت میں احتیاط کا منہج اختیار کرنا مستحب ہے۔
- احتیاط کا منہج اختیار کرنا مشروع ہے لیکن مفتی کو چاہیے کہ اس میں مبالغے سے کام نہ لے، یعنی جہاں احتیاط کی ضرورت نہیں تھی وہاں بھی احتیاط سے فتویٰ دے، یہ درست نہیں، مثلاً ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور شک میں پڑ گیا کہ طلاق دی ہے یا نہیں یا تین طلاقیں دی ہیں یا ایک؟ تو مفتی یہاں تین طلاقوں کا فتویٰ احتیاطاً دے یہ درست نہیں ہے۔ تو ایسی صورت میں احتیاط کے منہج میں وسعت اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔
- احتیاط کا منہج اختیار کرنے کی بنیاد مفتی کے ہاں کسی مسئلہ کے حکم میں واقع ہونے والے شبہ پر ہے۔ بسا اوقات ایک مفتی کو کسی مسئلہ کے حکم میں شبہ محسوس ہوتا ہے جبکہ دوسرے مفتی کو اس میں وہ شبہ نظر نہیں آتا تو ایسی صورت میں احتیاط کے ساتھ فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ اسی طرح جب محل شبہ قوی ہو تو احتیاط کا منہج اختیار کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

### احتیاط کا منہج اختیار کرنے کے ضوابط:

- فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنا کسی سبب کی بنا پر ہوتا ہے، سبب جس قدر قوی ہو گا اسی قدر اس منہج کا اختیار کرنا ضروری ہو گا۔ فتویٰ میں ہمیشہ اس منہج کا اختیار نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کے ضوابط ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:
- 1- احتیاط کے ساتھ فتویٰ دینا شرعی نص کے مخالف نہ ہو: جس شرعی نص جو واضح مدلول والی ہو، پائی جائے تو اس نص کے مدلول کے مطابق فتویٰ دینا ضروری ہے، ایسی صورت میں احتیاط کے ساتھ فتویٰ نہیں دیا جائے گا<sup>76</sup>۔
  - 2- جس شبہ کی وجہ سے احتیاط کا منہج اختیار کیا جا رہا ہے وہ شبہ قوی اور معتبر ہو: معتبر اور قوی شبہ سے مراد یہ ہے کہ ایسا شبہ جس کی موجودگی میں ذہن کسی مسئلہ پر حکم لگانے سے موقوف ہو جائے اور اس کی موجودگی میں دلیل نہ بن سکے<sup>77</sup>۔ محض احتمال کی وجہ سے احتیاط کا منہج اختیار نہیں کیا جائے گا<sup>78</sup>۔
  - 3- احتیاط کا منہج اختیار کرنا حرج اور مشقت میں واقع ہونے کا سبب نہ ہو: اس لیے کہ شریعت تو حرج اور مشقت سے بچانے کے لیے ہے لہذا احتیاط کا اس اصل سے متعارض ہونا لازم نہ آئے ورنہ احتیاط کو ترک کر دیا جائے گا<sup>79</sup>۔ آدمی کہتے ہیں کہ احتیاط کی طرف اس وقت جایا جائے گا جب یہ غیر مضرب ہو<sup>80</sup>۔
  - 4- احتیاط کا منہج اختیار کرنا وسواس اور دین سے نفرت کرنے کا سبب نہ بنے: اگر احتیاط اختیار کرنا دین سے نفرت کا سبب بنے تو احتیاط کا منہج اختیار نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ امام نووی نے کہا ہے کہ عبادات وغیرہ میں احتیاط

کرنا اس وقت مستحب ہے جب یہ وسواس کا سبب نہ بنے<sup>81</sup>۔ ابن قیم<sup>82</sup> نے وسوسہ اور احتیاط میں یوں فرق کیا ہے کہ سنت پر عمل کرنے میں مبالغہ کرنا بغیر غلو اور زیادتی کے احتیاط کہلاتا ہے جبکہ غیر مسنون چیز پر عمل کرنا وسوسہ کہلاتا ہے<sup>83</sup>۔

5- احتیاط کا منہج اختیار کرنے سے راجح مصلحت کا فقدان لازم نہ آئے: فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنے سے اگر راجح مصلحت کا فقدان لازم آئے تو اس منہج کو اختیار نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ طلاق کے مسئلہ میں آدمی اگر طلاق دینے اور نہ دینے کے بارے میں شک میں پڑ گیا ہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا ورنہ راجح مصلحت کا فقدان لازم آئے گا۔

### خلاصہ بحث

اس بحث سے جو نتائج سامنے آئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1- فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنا ایک مستقل منہج ہے جسے متقدمین اور معاصر علماء و فقہانے فتویٰ دیتے وقت اختیار کیا ہے۔ اس منہج کی بنیاد شرعی اصولوں جیسے سد ذرائع، مآلات کا اعتبار اور محتاط رائے کو ترجیح دینے پر ہے۔

2- فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ فتویٰ صادر کرتے وقت مفتی کا اشتباہ کی صورت میں اپنے فتویٰ کی بنیاد مامور بہ کام کو احتیاط ترک کرنے، ممنوع کام میں واقع ہونے سے بچنے، شبہات سے بچنے اور ایسے مفسدہ کو دور کرنے پر رکھے جس کا واقع ہونا متوقع ہے۔

3- احتیاط کی بنا پر فتویٰ دینے کے تین اسباب ہیں؛ پہلا سبب یہ ہے کہ مفتی کو کسی مسئلہ کے حکم بارے میں شک و شبہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ الخروج من الخلاف، سخت رائے کو ترجیح دینے یا ثقیل رائے کو اختیار کر کے فتویٰ صادر کرتا ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ بسا اوقات مفتی کو کسی مسئلہ کی عملی صورت میں شک پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اس کام کو ترک کرنے، حرمت کی جانب کو ترجیح دینے یا یقینی صورت کی بنا پر فتویٰ صادر کرتا ہے۔ اور تیسرا سبب یہ ہے کہ بسا اوقات مفتی کسی مسئلہ کے حکم کے مال کے اعتبار سے فتویٰ دیتا ہے یعنی اگر وہ حکم کسی حرام کام کی طرف لے کر جائے تو وہ اس سے منع کر دیتا ہے۔

4- اس بات میں کوئی شک نہیں کہ فتویٰ میں ان اسباب میں سے کسی سبب کی بنا پر احتیاط اختیار کرنا درست ہے لیکن اس میں مبالغہ آرائی سے کام لینا درست نہیں، بلکہ احتیاط اختیار کرنے کی بنیاد کسی مسئلہ کے بارے میں ہونے والے اختلاف کی دلیل پر ہے کہ جس قدر وہ دلیل قوی ہوگی اسی قدر احتیاط اختیار کرنا ضروری ہوگا۔ اسی طرح احتیاط کے منہج کو اختیار کرنے کے ضوابط کو مد نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔

فتویٰ میں احتیاط کا منہج اختیار کرنا مستحب اور مندوب ہے البتہ جب احتیاط اختیار کرنا کسی حرام کام کو ترک کرنے، مفسدہ کو دور کرنے کا سبب ہو تو پھر احتیاط اختیار کرنا واجب ہو جاتا ہے اور جب کسی حرام کے ارتکاب کی طرف جانے کا سبب ہو تو اس وقت اس منہج کو اختیار کرنا حرام ہو جاتا ہے۔

## حواشی و حوالہ جات

- 1 ابن منظور، جمال الدین، لسان العرب، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع دوم، 1412ھ، ج 15 ص 145  
Ibn Manzūr, Jamāl al-Dīn, Lisān al-Arab, Dār al-Kutub Al-Ilmiyyah, Beirut, second edition, 15/ 145
- 2 حوالا بالا، 148-147/15 /  
Ibid, 15:147-147
- 3 اصدا و وزارت الاوقاف والاشؤون الاسلامیہ الکویتیہ، الموسوعہ الفقہیہ الکویتیہ، مطبعۃ المقنوی الاولی، کویت، طبع دوم 1431ھ، ج 32 ص 20۔ فتویٰ کی متعدد اصطلاحی تعریفات کی گئی ہیں مگر معنی کے اعتبار سے تمام متفق ہیں، دیکھئے: قرانی، ابو العباس احمد، الفروق، دار عالم الکتب، بیروت، بدون طبع، 4/53 / حرانی، احمد بن حمدان، صفیۃ الفتویٰ والمفتیٰ والسنتقی، مکتب اسلامی، بیروت، طبع چہارم 1401ھ، ص 06 / اشقر، محمد بن سلیمان، التفتیٰ و مناجج الافئد، دار النفاکس، اردن، طبع سوم 1413ھ، ص 13  
Iṣḍār Wazārats al-Awqāf wa al-Shu'ūn al-Islāmiyyah Al-Kuwaytiyyah, al-Mawsū'ah al-Fiqhiyyah Al-Kuwaytiyyah, Maṭb' al-Muqahwā al-Ūlā, Kuwayt, 2<sup>nd</sup> publication, 1431H, 32/20; Qarāfī, Abu al-Abbās Ahmad, al-Farūq, Dār Ālam al-Kutub, Beirut, 4/53; Harrānī, Aḥmad ibn Ḥamdān, Ṣifat al-Fatwā wa al-Muftī wa al-Mustaftī, Maktab Islāmī, Beirut, 4<sup>th</sup> publication 1401H, p. 06; Ashqar, Muḥammad ibn Sulaymān, al-Futyā wa Manāhij al-Iftā, Dār al-Nafā'is, Urdan, 3<sup>rd</sup> publication, 1413H, p. 13
- 4 لسان العرب، 7/279  
Lisān al-Arab 7/279
- 5 لسان العرب، 7/279 / فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول، 1412ھ، 2/526  
Lisān al-Arab 7/279; Fayroz Ābādī, Muḥammad ibn Ya'qūb, al-Qāmūs al-Muḥīṭ, Dār Iḥyā al-Turāth al-Arabī, Beirut, 1<sup>st</sup> publication, 1412H, 2/526
- 6 جر جانی، محمد بن علی۔ التعریفات، تحقیق: ابراہیم، دارالکتب العربی، بیروت، طبع دوم، 1413ھ، ص 26  
Jurjānī, Muḥammad ibn Alī, al-Ta'arīfāt, Taḥqīq: Ibrāhīm, Dār al-Kitāb al-Arabī, Beirut, 2<sup>nd</sup> publication, 1413H, p. 26
- 7 محمد مناوی، التوقیف علی مہمات التعاریف، تحقیق: محمد الدایہ، دار الفکر المعاصر، بیروت، 1410ھ، ص 13  
Muḥammad Manāwī, Al-Tawqīf alā Muhimmāt al-Ta'arīf, Taḥqīq: Muḥammad al-Dāyah, Dār al-Fikr al-Mu'āsir, Beirut, 1410A/H, p. 13
- 8 صالح بن حمید، رفع الحرج فی الشریعہ الاسلامیہ، دار الاستقامہ، بیروت، طبع دوم، 1412ھ، ص 222  
Sāliḥ ibn Ḥamid, Raf' ul Haraj fi al-Sharī'ah al-Islāmiyyah, Dār al-Istiḳāmah, Beirut, 2<sup>nd</sup> publication, 1424H, p. 222

- 9 ڈاکٹر الیاس بکا، الاحتیاط و حقیقتہ و احکامہ و ضوابط، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، طبع اول، 1424ھ، ص 353  
Dr. Ilyās Balkā, al-Ihtiyāt wa Hujjiyyatuhū wa Aḥkāmuhū wa Dawābiṭuhū, Mu'assisah al-Risālah, Beirut, 1<sup>st</sup> publication, 1418H, p 48
- 10 منیب بن محمود شاکر، العمل بالاحتیاط فی الفقہ الاسلامی، دار النفاکس، ریاض، طبع اول 1418ھ، ص 48  
Munib ibn Maḥmūd shākir, Al-Āmal bi al-Ihtiyāt fī al-Fiqh al-Islāmī, Dār al-Nafā'is, Riyād, 1<sup>st</sup> publication, 1418H, p. 48
- 11 شافعی، محمد بن اور لیس، الام، دار المعرفہ، بیروت، بدون طبع، سال نشر 1990، 1/46  
Shāf'ī, Muḥamad ibn Idrīs, al-Umm, Dār al-Ma'rifah, Beirut, without publication, 1990AD, 1/46
- 12 محمد بن صالح عثیمین، الشرح الممتع لابن عثیمین علی زاد المستقبح، مکتبۃ المنہاج، ریاض، 1431ھ، ج 1 ص 249  
Muḥammad ibn Sāliḥ Uthīmayn, al-Sharḥ al-Mumtī' li ibn Uthīmayn, alā zād al-Mustaḥqīn', Maktbah al-Minhāj, Riyād, 1431H, 1/249
- 13 مولانا مفتی محمود، فتاویٰ مفتی محمود طبع چہارم 2009، محمد درانی، 398/6  
Mawlānā Muftī Maḥmūd, Fatāwā Muftī Maḥmūd, 4<sup>th</sup> publication, 2009AD, Muḥammad Durānī, 6/398
- 14 مفتی کفایت اللہ، کفایت المفتی، دار الاشاعت، کراچی، 2001، ج 9 ص 143  
Muftī Kifāyatullah, Kifāyat al- Muftī, Dār al-Ishā'at, Karachi, 2001 AD, 9/143
- 15 ابن السبکی عبدالوہاب بن علی مصر کے شہر قاہرہ میں 1327 میں پیدا ہوئے۔ وہاں علم حاصل کر کے شام گئے اور علمائے دمشق علم حاصل کیا، اٹھارہ سال کی عمر سے پچھلے ہی ان کو فتویٰ دینے کی اجازت مل گئی، شام میں منصب قضاء کا سہرا انہی کے سر پر سجا، ان کی متعدد مؤلفات ہیں جن میں شرح مختصر ابن حاجب، القواعد المشتملہ علی الاشباہ والنظائر وغیرہ۔ انہوں نے 1370 میں وفات پائی۔ دیکھئے: الزرکلی خیر الدین، الاعلام، دار العلم للملایین، بیروت، طبع خامس عشر 2002، ج 4 ص 184  
Al-Zarkālī, Khayr al-Dīn, al-A'lam, Dār al-'ilm li al-Malāyīn, Beirut, 15<sup>th</sup> publication 2002 AD, 4/184
- 16 ابن السبکی، الاشباہ والنظائر، تحقیق: عادل عبدالوجود و علی عوض، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، 1411ھ، 1/111  
Ibn Al-Subkī, al-Ashbāh wa al-Nazā'ir, Taḥqīq: 'Adil Abdul Maujūd wa Alī Auḍ, Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1<sup>st</sup> publication, 1411 AH, 1/111
- 17 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، تحقیق: محمد زہیر الشاولیش، کتاب الوضوء، باب اذا شرب الکلب فی اثناء احد کم فلیغسلہ سبعاً، دار طوق النجاة، بیروت، طبع اول 1422ھ / النیشابوری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، تحقیق: محمد فواد عبدالباقی، کتاب الصيد والذبايح، باب الصيد بالکلاب العلمیہ، دار احیاء التراث، بیروت  
Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, al-Jāmi' al-Saḥīḥ, Taḥqīq: Muḥammad Zuhayr al-Shāwaysh, Kitāb al- Wuḍū, Bāb Idhā shariba al-Kalbo fī Inā'-e-Aḥadikum falyaghsilho sab'an, Dār Ṭauq al-Najāt, Beirut, 1<sup>st</sup> publication, 1422H; Al-Nayshābūrī, Muslim ibn Ḥajjāj, Saḥīḥ Muslim, Taḥqīq: Fowād Abdul Bāqī, Kitāb al-Ṣayd wa al-Dhabā'iḥ, Bāb al-Ṣayd bi al-Kilāb al-Muallimah, Dār Iḥyā' al-Turāth, Beirut.
- 18 الام، 46/1
- Al-Umm, 1/46
- 19 دیکھئے: مجموع الفتاویٰ، جمع و ترتیب: عبدالرحمن بن محمد بن قاسم، دار عالم الکتب، بیروت، 1412ھ، 24/205 اسی مسئلہ کے بارے میں فتاویٰ دار العلوم زکریا میں بھی یہی ہے کہ ان سورتوں کی مداوت کا فتویٰ نہیں دینا چاہیے کیونکہ ان کی قرات مستحب ہے لازمی نہیں اور مستحب پر مداوت اختیار کرنا مکروہ ہے۔ دیکھئے: فتاویٰ دار العلوم زکریا، کراچی، زمزم پبلشرز، 2008، 184/2: مفتی سید نجم الحسن، نجم الفتاویٰ، کراچی، شعبہ نشر و اشاعت یاسین القرآن، 2010، 363/2

- Majmū' al-Fatāwā, jama wa Tartīb: Abdul Rehmān ibn Muḥammad ibn Qāsim, Dār Ālam al-Kutub, Beirut, 1412H, 24/205; Fatāwā Dār al-Ulūm Zakariyyā, Karachi, Zamzam publisher, 2008, 2/184; Muftī Najm al-Ḥasan, Najm al-Fatāwā, Karachi, Yasīn al-Qur'ān publication, 2010, 2/363  
20 مجموع الفتاویٰ، 17/24
- Majmū' al-Fatāwā, 17/24  
21 مجموع الفتاویٰ، 276/29 ابن رجب، القواعد فی الفقہ الاسلامی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، 1413ھ ص 222  
Majmū' al-Fatāwā, 29/276; Ibn Rajab, al-Qawā'id, fī al-Fiqh al-Islāmī, Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1<sup>st</sup> publication, 1413H, p. 222
- 22 سرخسی، ابو بکر محمد، المبسوط، دار المعرفہ، بیروت، 1406ھ، ج 3 ص 140  
Sarakhsī, Abū Bakar Muḥammad, al-Mabsūṭ, Dār al-Ma'rifah, Beirut, 1404H, 3/140
- 23 مفتی عبدالرحیم، فتاویٰ رحیمیہ، کراچی، دار الاشاعت، 2009، 246/7  
Muftī, Abdul Rahīm, Fatāwā Raḥimiyyah, Karachi, Dār al-Ishā'at, 2009AD, 7/246
- 24 عزابن عبدالسلام کو سلطان العلماء کے نام سے تاریخ میں یاد کیا جاتا ہے جو کہ دمشق میں 577ھ کو پیدا ہوئے، زہد و ورع سے مشہور تھے۔ عظیم کتابوں کے مصنف ہیں، قاہرہ میں 661ھ کو فوت ہوئے۔ دیکھئے: ذہبی، محمد بن احمد، العبرنی خبر من غیر، تحقیق: محمد سعیدی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، بدون طبع، ج 5 ص 261  
Dhahabī, Muḥammad ibn Aḥmad, al-Ibr fī khabar-e-man Ghabar, Tṭahīq: Muḥammad Sa'idī, Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 5/261
- 25 عزابن عبدالسلام، قواعد الاحکام فی مصالح الانام، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، 1410ھ، ج 2 ص 199-200  
Izz ibn Abdul Salām, Qawā'id al-Aḥkām fī Maṣāliḥ al-Anām, Mu'assisah al-Risālah, Beirut, 1410 H, 2/199-200
- 26 دیکھئے: مفتی نظام الدین اعظمی، نظام الفتاویٰ، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، 384/2  
Muftī Nizām al-Dīn, A'zmi, Nizām al-Fatāwā, Lahore, Maktabah Rahmāniyyah, 2/384
- 27 دیکھئے: مولانا محمد یوسف لدھیانوی، آپ کے مسائل اور ان کا حل، کراچی مکتبہ لدھیانی، 2011، 497/5  
Mawlānā Muḥammad Yūsuf Ludhyānwī, Āp kay Masā'il aur unkā ḥal, Karachi, Maktabah Ludhyānī, 2011AD, 5/497
- 28 شیخ مناوی محمد عبدالرؤف، جو کہ مناوی کے نام سے مشہور و معروف ہیں، 952ھ کو پیدا ہوئے جب وہ بیمار ہوئے تو ان کے بیٹے تاج الدین نے ان کی تصانیف لکھیں، ان کی مشہور کتاب فیض القدر شرح الجامع الصغیر ہے۔ اور قاہرہ میں 1031ھ کو فوت ہوئے۔ دیکھئے: زرکلی، الاعلام، ج 6 ص 204
- Zarkalī, al-'alām, 6/204
- 29 دیکھئے: المناوی، محمد عبدالرؤف، فیض القدر شرح الجامع الصغیر، المکتبہ التجاریہ، مصر، طبع اول، 2/134  
Al-Manāwī, Muḥammad ibn Abdul ra'ūf, Fayd al-Qadīr, Sharḥ al-Jāmi' al-Ṣaḡhīr, al-Maktabah al-Tijāriyyah, Egypt, 1<sup>st</sup> publication, 2/134
- 30 دیکھئے: قواعد الاحکام فی مصالح الانام، 1/183 قرانی، ابو العباس احمد، الفروق، دار عالم الکتب، بیروت، بدون طبع، 4/210-212  
Qawā'id al-Aḥkām fī Maṣāliḥ al-Anām, 1/183; Qarāfī, Abu al-Abbās Aḥmad, al-Farūq, Dār Ālam al-Kutub, Beirut, without publication, 4/210-212
- 31 دیکھئے: قواعد الاحکام، 2/200
- 32 حوالا بالا، ج 1/46
- Ibid, 1/46

- 33 شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابوالعباس، تفتی الدین، احمد بن عبد الحلیم ایک فقیہ، مجتہد، محدث اور مفسر کے طور پر جانے جاتے ہیں، 1263ھ میں شہر حران میں پیدا ہوئے اور اپنے وقت کی ظالم حکومتوں سے جہاد کیا، عقائد میں شک و شبہات پیدا کرنے والی طاقتوں سے جہاد کیا، ان کی ساری زندگی دین اسلام کی خدمات سر انجام دینے سے بھری ہوئی ہے، کئی کتابوں کے مصنف ہیں، 1328ھ میں وفات پائی۔ دیکھئے: ذہبی محمد بن احمد، تاریخ الاسلام، دارالکتب العربی، بیروت، طبع اول، 1407ھ، 13/723
- Dhahabī, Muḥammad ibn Aḥmad, Tarīkh al-Islām, Dār al-Kitāb al-Arabī, Beirut, 1<sup>st</sup> publication, 1408 H, 13/723
- 34 دیکھئے: مجموع الفتاویٰ، 10/512
- Majmū' al-Fatāwā, 10/512
- 35 حوالا بالا، 25/110
- Ibid, 25/110
- 36 دیکھئے: قواعد الاحکام، 1/183
- Qawā'id al-Aḥkām, 1/183
- 37 دیکھئے: زرکشی، بدر الدین محمد بن بہادر، المنشور فی القواعد، تحقیق: محمد حسن محمد اسماعیل، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، 1421ھ، ج 1 ص 346/شرح النووی علی صحیح مسلم، 2/23
- Zarkashī, Badr al-Dīn Muḥammad ibn Bahādar, Al-Manthūr fī al-Qawā'id, Taḥqīq: Muḥammad Ḥasan Muḥammad Ismā'īl, Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1<sup>st</sup> publication, 1421 H, 1/346; Sharḥ al-Nawawī Alā Ṣaḥīḥ al-Muslim, 2/23
- 38 دیکھئے: قواعد الاحکام 1/183/نووی، ابو زکریا، شرح صحیح مسلم، دارالقلم، بیروت، طبع اول، 9/419/الفروق، 4/212
- Qawā'id al-Aḥkām, 1/183, Nawawī, Abū Zakariyyā, Sharḥo Ṣaḥīḥ Muslim, Dāl al-Qalam, Beirut, 1<sup>st</sup> publication 9/419; al-Farūq, 4/212
- 39 ابن السبکی، الاشباہ والنظائر، 1/113
- Ibn Subkī, Al-Aashbah wa al-Nazā'ir, 1/113
- 40 مفتی محمد فرید، فتاویٰ فریدیہ، دارالعلوم صدیقیہ، صوابی، طبع سوم 2009، 2/44
- Muftī Muḥammad Farīd, Fatāwā Farīdiyyah, Dār al-Ulūm Ṣiddīqiyyah, Ṣawābī, 3<sup>rd</sup> publication, 2/44
- 41 حوالا بالا، 43/2
- Ibid, 2/43
- 42 دیکھئے: <https://urduFatwa.com/view/1/160>
- 43 ابن رشد، ابوالولید محمد، المقدمات المہمدات، تحقیق: محمد حسی، دارالغرب، طبع اول 1408ھ، ج 2 ص 432
- Ibn Rushd, Abū al-Walid Muḥammad, al-Muqaddamāt al-Mumahhadāt, Taḥqīq: Muḥammad Ḥujī, Dār al-Gharab, 1<sup>st</sup> publication 1408 A/H, 2/432
- 44 دیکھئے: جوینی، امام الحرمین، ابوالمعالی عبدالملک، البرہان فی اصول الفقہ، دارالوفاء، مصر، طبع دوم 1412ھ، 2/1199
- سمرقندی، ابوبکر محمد بن احمد، میزان الاصول، تحقیق: محمد زکی عبدالبر، مکتبہ دار التراث، قاہرہ، طبع دوم، 1418ھ، ص 738/آمدی، علی بن محمد، الاحکام فی اصول الاحکام، تعلیق: عبدالرزاق عقیفی، المکتب الاسلامی، بیروت، طبع دوم 1402ھ، ج 4 ص 268
- Juwaynī, Imām al-Ḥarmayn, Abū al-Ma'ālī Abdul Malik, al-Burhān fī Uṣūl al-Fiqh, Dār al-Wafā', Egypt, 2<sup>nd</sup> publication, 1412H, 2/1199; Samarqandī, Abū Bakar, Muḥammad ibn Aḥmad, Mizān al-Uṣūl, Taḥqīq: Muḥammad Zakī Abdul Barr, Maktabah Dār al-Turāth, Qairo, 2<sup>nd</sup> publication, 1418H, p. 738; Amdī, Alī ibn Muḥammad, al-Aḥkām, fī Uṣūl al-Aḥkām, Ta'liq: Abdul Razzāq Afīfī, al-Maktab al-Islāmī, Beirut, 2<sup>nd</sup> publication, 1402H, 4/268

- 45 دیکھئے: ابو یعلیٰ، محمد بن حسین، العدة فی اصول الفقہ، تحقیق: احمد المبارکی، طبع دوم 1410ھ، 2/1040  
Abū, Ya‘lā, Muḥammad ibn Husayn, al-Iddah fi Uṣūl al-Fiqh, Taḥqīq: Aḥmad al-Mubārki, 2<sup>nd</sup> publication, 1410 H, 2/1040
- 46 امام الحرمین، امام جوینی جوین میں 419ھ میں پیدا ہوئے، شافعی المذہب تھے، ان کی تصنیفات میں سے البرہان فی اصول الفقہ، الشامل فی اصول الدین وغیرہ ہیں۔ 478ھ میں وفات پائی۔ دیکھئے: ذہبی، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، بدون طبع، 18/468  
Dhabī, Muḥammad ibn Aḥmad, Siyar ‘alām al-Nubalā, Mu‘ssisa al-Risālah, Beirut, 18/468
- 47 البرہان فی اصول الفقہ، 2/779  
Al-Burhān fi Uṣūl al-Fiqh, 2/779
- 48 دیکھئے: زیلعی، عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، مطبعۃ الفاروق الحدیثیہ، قاہرہ، طبع دوم، 2/118/ ابن نجیم، البحر الرائق، 2/178  
Zayl‘ī, Usmān ibn Ali, Tabyīn al-Haqā‘iq Sharḥu Kanz al-Daqa‘iq, Maṭba al-Fārūq al-Ḥadīthah, Qairo, 2<sup>nd</sup> publication, 2/118; Ibn e Nujaym, al-Bahr al-Rā‘iq, 2/178
- 49 مولانا عبدالحق، فتاویٰ حقانیہ، دارالعلوم، خٹک، 2010، 414/3  
Mawlānā Abdul Ḥaqq, Fatāwā Ḥaqqāniyyah, Dār al-Ulūm, Khaṭak, 2010 AD, 3/414
- 50 زین الدین بن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار المعرفہ، بیروت، بدون طبع، 2/178  
Zayn al-Dīn Ibn Nujaym, al-Baḥr al-Rā‘iq Sharḥo Kanz al-Daqa‘iq, Dār al-Ma‘rifah, Beirut, 2/178
- 51 زرکشی، محمد بن بہادر، البحر المحیط فی اصول الفقہ، بدون طبع، 6/30  
Zarkashī, Muḥammad ibn Bahādar, al-Baḥr al-Muḥīṭ fi Uṣūl al-Fiqh, 6/30
- 52 امام فخر الدین رازی 544ھ کو طبرستان میں پیدا ہوئے، مفاہیح الغیب، المصنوع ان کی معروف کتابیں ہیں۔ 606ھ میں فوت ہوئے۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء 1/480  
Fot hoئے۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء 1/480
- 53 رازی، محمد بن عمر بن حسین، المصنوع فی اصول الفقہ، تحقیق: طہ جابر علوانی، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، طبع دوم، 1418ھ، 6/217  
Rāzī, Muḥammad ibn Umar ibn Husayn, al-Maḥṣūl fi Uṣūl al-Fiqh, Taḥqīq: Ṭāha Jābir Alwānī, Mu‘assisah al-Risālah, Beirut, 2<sup>nd</sup> publicaton, 1418H, 6/217
- 54 طیار، عبداللہ بن محمد، الزکاۃ و تطبیقاتھا المعاصر، دار الوطن، ریاض، طبع دوم، 1414ھ، ص 128  
Ṭayyār, Abdullah ibn Muḥammad, al-Zakāt wa Taṭbīqātuhā al-Mu‘āṣarah, Dar al-Waṭan, Riyād, 2<sup>nd</sup> publication, 1414H, p.128
- 55 فتاویٰ رحیمیہ، 196/7  
Fatāwā Rahīmiyyah, 7/196
- 56 شیرازی، التبصرۃ، ص 484/ البحر المحیط، 1/259  
Shirāzī, al-Tabṣirah, p.484; Al-Baḥr al-Muḥīṭ, 1/259
- 57 ابن السبکی، الاشباہ والنظائر، 1/117/ ابن نجیم، زین العابدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، 1413ھ، ص 121/ سیوطی، جلال الدین عبدالرحمن، الاشباہ والنظائر، تحقیق: علاء السعید، مکتبہ نزار المبار، ص 139  
Ibn Al-Subkī, al-Ashbāh wa al-Nazā‘ir, 1/117; Ibn Nujaym, Zain al-Abidin, al-Ashbāh wa al-Nazā‘ir, Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1<sup>st</sup> publication, 1413H, 121; Suyūṭī, Jalāl al-Dīn Abdul Reḥmān, al-Ashbāh wa al-Nazā‘ir, Taḥqīq: Alā‘u al-Sa‘īd, Maktabah Nazār al-Bār, p.139

- مجموع الفتاویٰ، 21/76، 58
- Majmū‘ al-Fatāwā, 21/76  
<https://darulifta-deoband.com/home/ur/taharah-purity/59455> 59
- محمد بن احمد جو کہ امام سرخسی کے نام سے مشہور ہیں، حنفی فقیہ اور اصولی ہیں ان کی مشہور کتاب المبسوط ہے۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء، 19/147، 60
- Siyar ‘alām al-Nubalā, 19/147  
 سرخسی، ابو بکر محمد بن احمد، شرح السیر الکبیر، الشركة الشرقیہ، بیروت، بدون طبع، 2/414، 61
- Sarakhsī, Abū Bakar ibn Muḥammad, Sharḥ al-Siyar al-Kabīr, al- Sharikah al-Sharqiyyah, Beirut, 2/414  
<https://forum.mohaddis.com/threads/> ؛ <https://www.banuri.edu.pk/readquestion/> 62
- مجموع الفتاویٰ، 1/511-512، 63
- Majmū‘ al-Fatāwā, 1/511-512  
 دیکھئے: مفتی نظام الدین اعظمی، نظام الفتاویٰ، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، 384/2، 64
- Muftī Nizām al-Dīn A‘zmi, Nizām al-Fatāwā, Lahore, Maktabah Rahmāniyyah, 2/384  
<https://darulifta-deoband.com/home/ur/sawm-fasting/61021> 65  
<https://darulifta-deoband.com/home/ur/Business/9413> 66
- محمد عمر سماعی، نظریۃ الاحتیاط، دار ابن حزم، بیروت، طبع اول 1420ھ، ص 152، 67
- Muḥammad Umar Samā‘ī, Naḥriyat al-Iḥtiyāṭ, Dār Ibn Ḥazam, Beirut, 1<sup>st</sup> publication 1420H, p.152  
<https://www.banuri.edu.pk/readquestion/> 68
- دیکھئے: اصول السرخسی، 2/23، 69
- Uṣūl al-Sarakhsī, 2/23  
 دیکھئے: شاطبی، ابواسحاق ابراہیم، الموافقات فی اصول الفقہ، دار المعرفہ، بیروت، طبع اول 1415ھ، 2/642، 70
- Shatbī, Abū Ishāq Ibrāhīm, al-Mawāfaqāt, fī Uṣūl al-Fiqh, Dār al-Ma‘rifah, 1<sup>st</sup> publication, 1415H, 2/642  
 احمد بن علی ابو بکر جو کہ امام جصاص کے نام سے مشہور ہیں، 305ھ میں پیدا ہوئے اور 370ھ میں فوت ہوئے، ان کی مشہور کتابوں میں اصول الجصاص، احکام القرآن ہیں۔ دیکھئے: حنبلی، عبدالحسی، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، تحقیق: عبد القادر ارنوط، محمود ارنوط، دار ابن کثیر، دمشق، 1406ھ، 3/71، 71
- Hambalī Abdul Hayy, Shadhṛāt al-Dhahab fī Akhbār man Dhahab, Taḥqīq: Abdul Qādir Arnūṭ, Maḥmūd Arnūṭ, Dār Ibn kathīr, Dimashq, 1406H, 3/71  
 اصول الجصاص، 2/99، 72
- Uṣūl al-Jaṣṣās, 2/99  
 الاشیاء والنظائر، 1/110، 73
- Al-Ashbāh wa al-Naḥā‘ir, 1/110  
 شرح السنۃ، 5/10، 74
- Sharah al-Sunnah, 5/10  
 ابو سلیمان، معالم السنن شرح سنن ابو داود، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول 1411ھ، 2/300، 75
- Abū Sulaymān, Ma‘ālim al-Sunan Sharḥu sunan Abū Dāwūd, Dār al-kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1<sup>st</sup> publication, 2/300  
 دیکھئے: مجموع الفتاویٰ، 26/54، 1/112، 76
- Majmū‘ al-Fatāwā, 26/54 ; Al-Ashbāh wa al-Naḥā‘ir, 1/112  
 الاشیاء والنظائر، 112/1، 77

Al-Ashbāh wa al-Nazā'ir , 1/112

78 ابو حامد محمد بن محمد، غزالی، احیاء علوم الدین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول 1421ھ، 2/94-95

Abū Hāmid Muḥammad ibn Muḥammad, Ghazālī, Iḥyā'u Ulūm al-Dīn, Dār al-Kutub al- Ilmiyyah, Beirut, 1<sup>st</sup> publication 1421 AH, 2/94-95

79 ابن قیم، اغاثۃ المہفان، تحقیق/ محمد حامد الفقی، دار المعرفہ، بیروت، بدون طبع، 1/163

Ibn Qayyim, Ighātha al-Lafhān, Taḥqīq: Muḥammad Ḥamid al- Fiqhī, Dār al-Ma'rifah, Beirut, 1/163

80 الاحکام فی اصول الاحکام، 1/240

Al-Aaḥkām, fi Uṣūl al-Aḥkām, 1/240

81 نووی، ابوزکریا، المجموع شرح المہذب، تحقیق: محمود مطر حنی، دار الفکر، بیروت، طبع اول 1417ھ، 1/351

Nawawī Abū Zakariyyā, Al- Majmū' Sharḥ al-Muhadhab, Taḥqīq: Maḥmūd Maṭraḥī, Dār al-Fikar, Beirut, 1<sup>st</sup> publication 1417H, 1/351

82 ابن قیم، محمد بن ابوبکر عبداللہ 691ھ میں پیدا ہوئے اور 751ھ میں فوت ہوئے، حنبلی مذہب کے فقیہ اور مجتہد ہیں، ان کی کتابوں میں اعلام الموقنین، زاد المعاد شامل ہیں۔ دیکھئے: ابن رجب، ذیل طبقات الحنابلہ، مکتبۃ العبیکان، طبع اول

5/170-175، 2005،

Ibn Rajab, Dhayl Ṭabaqāt al-Ḥanābilah, Maktaba al-Abikān, 1<sup>st</sup> publication, 2005, 5/170-175

83 دیکھئے: ابن قیم، الروح، دار ابن کثیر، دمشق، طبع چہارم 1420ھ، ص 256

Ibn Qayyim, Al-Rūḥ, Dār Ibn kathīr, Dimashq, 4<sup>th</sup> publication 1420 AH, p.256